34- سبأ
35- فاطر
36- يس

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ

مکی ہے اس کے حروف ۳۱۳۰ - کلمات ۷۷۷ - آیات ۴۵ ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا فرشتوں کو ایلچی بنانے والا ہے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو والے - خلقت میں جو

لہ بخاری اور بیہقی دلائل ہیں کہ سورتِ فاطر مکہ میں نازل ہوئی (درر) فاطر السموات - فطر اللہ الخلق وھو ایجاد الشیٔ وابداعه علٰی ھیئة مترشحة لفعل من الافعال (مفردات) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مجھے فاطر کے معنی معلوم نہ تھے - یہاں تک کہ دو اعرابیوں نے میرے پاس ایک کنوئیں کے بارہ میں اپنا جھگڑا پیش کیا - ایک نے کہا کہ میں نے ہی اسے فطر کیا یعنے ابتدا میں کھودا ہے - اور فاطر کے معنی بدیع کے بھی ابن عباس سے مروی ہیں - ضحاک نے کہا کہ ہر جگہ قرآن میں فاطر کے معنے خالق کے ہیں (ابن کثیر) یزید - قال السدی یزید فی الاجنحة وخلقهم ما یشاء - و قال الزھری وابن جریج یعنے حسن الصوت رواہ البخاری فی الادب وابن ابی حاتم فی تفسیرہ (ابن کثیر) سے اور بعضوں کو اس سے بھی زیادہ بازو ہیں جس سے وہ اُڑتے ہیں جیسا کہ

چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس آیت میں خلقتِ آسمان و
زمین و ملائکہ بیان کر کے پھر اپنی کمالِ قدرت کو ذکر فرماتا ہے کہ خلقت میں جسقدر چاہتا ہے
زیادہ کرتا ہے۔ اور یہ زیادتی تمام ہر بات کو شامل ہے۔ خواہ وہ ظاہری ہو جیسے خوش
آوازی و خوبصورتی۔ خواہ معنوی جیسے فصاحت و علم و محبتِ حق۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ
ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اُسی کی مرضی کے موافق تمام امور جاری ہوتے ہیں جسطرح فرمایا۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ
بَعْدِہٖ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ اور جو کچھ رحمت لوگوں کے لئے بھیجتا ہے کوئی اوسکا
روکنے والا نہیں ہے۔ اور جو روکدے تو اس کے بعد کوئی جاری کرنے والا نہیں
اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ فتوح بھی عام ہے کبھی مکاسب سے ہے۔ کبھی
مواہب سے۔ پھر مواہب کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک صوری جیسے روزی بغیر کمائی
کے۔ دوسری معنوی جیسے علم لدنّی بے سیکھے کے ؎

علمِ اہلِ دل نہ از مکتب بود	بلکہ از تلقینِ خاصِ رب بود

جب یہ بات ثابت کردی کہ وہی منعم ہے تو اب اپنی نعمتیں یاد کرنیکا حکم فرماتا ہے۔
کیونکہ انکی یاد سے شکر ادا ہوتا ہے اور شکر قیدِ موجود اور صیدِ معدوم و مفقود ہے اسلئے فرمایا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں جبرئیل علیہ السلام کو
دیکھا کہ اُن کے چھ سو بازو تھے الخ (ابن کثیر)۔ من بعدہٖ - ای من بعد امساکہ (بیضاوی)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ
مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ اے لوگو اپنے پر اللہ کی
نعمت یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے
رزق دے۔ اسکے سوا کوئی معبود ہی نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ یعنے
جسطرح وہ پیدا کرنے اور رزق دینے میں منفرد ہے اسیطرح اسکے لئے عبادت
بھی خاص ہے۔ پس تم راہِ توحید سے کیوں پھرے جاتے ہو۔ توحید ہی پہلی
اصل ہے۔ دوسری اصل رسالت ہے اسکی بھی تم تکذیب کرتے ہو جسطرح فرمایا۔
وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝
اور (اے نبی) اگر تمھیں جھٹلائیں تو تمسے پہلے پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور سب
کام اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہی تمھیں صبر کی جزا۔ انھیں تکذیب
کی سزا دیگا۔ تیسری اصل حشر ہے اسے بھی تم بھول کر دنیا میں لگ گئے۔ اسلئے
آگاہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا

تؤفکون۔ الافک بالفتح مصدر افکه ای قلبه وصرفه عن شئ وبابه ضرب (صحاح) اسکی
تفصیل صفحہ ۱۳۰۹ میں گذری۔ الغرور۔ ای الشیطان قاله ابن عباس رضی اللہ عنہما
(ابن کثیر) اسکی مثل آیت آخر سورۂ لقمان میں گذری ۱۲۰۔

يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اے لوگو بیشک اللہ کا وعدہ حق
ہے تو دنیوی زندگی تمھیں دہوکے میں نہ ڈالے اور دغاباز (شیطان) اللہ کے
بارے میں تمھیں فریب نہ دے۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم (بھی) اسے
دشمن سمجھو۔ وہ صرف اپنے لوگوں کو بلاتا ہے تاکہ دوزخ والوں میں سے ہوجائیں
یعنے کہیں ایسا نہو کہ شیطان باوجود اصرار گناہ کے مغفرت کی آرزو تمھیں دلائے
جسطرح کوئی زہر کھائے اس امید پر کہ طبیعت دفع کریگی یا طبیب سنبھال لیگا۔
شیطان چونکہ تمہارا دشمن ہے اسلئے تم بھی کوئی بات اسکی نہ مانو۔ بلکہ جہانتک
ہوسکے اسکی مخالفت پر کمر باندھو کیونکہ شیطان والے اور اللہ والے دونوں
برابر نہیں ہوتے۔ جسطرح فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ ع ٢ ٧ ٦ ٧
فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ جو کافر ہوئے انکے لئے

حزبه۔ حزب الرجل اصحابه والحزب ایضا الطائفة (مختار) سوء عمله۔ ای عمله السیٔ
فهو من اضافة الصفة للموصوف۔ فلا تذهب نفسك علیهم حسرات۔ کنایة
عن الموت (مفردات) حسرات۔ مفعول له والجمع للدلالة علی تضاعف اغتمامه
علیه السلام علی احوالهم (بیضاوی) ۱۲۔

سخت عذاب ہے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لیے بخشش اور بڑا
بدلہ ہے۔ پس کیا وہ شخص جس کے لیے اسکا برا کام زینت دیا گیا تو اُسنے اسے اچھا سمجھا
(ہدایت یافتہ کے برابر ہے) پس بیشک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے
ہدایت دیتا ہے پس (اے نبی) اپنی حسرتیں کرکر کے (کہیں) تمھاری جان نہ جائے۔
بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ وعید کفار و وعدۂ ابرار کے بعد گمراہ
و ہدایت یافتہ کا برابر نہ ہونا اسطرح بیان فرماتا ہے کہ وہ شخص جو کہ خواہشاتِ نفسانی
اور لذاتِ حیوانی میں ایسا منہمک ہو کہ اپنے برے کام کو بھی اچھا سمجھنے لگا ہو کیا اس
شخص کے برابر نہیں ہے جو برے کو برا اور اچھے کو اچھا سمجھتا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے
گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اسلئے اے نبی کریم آپ ان گمراہوں کا
رنج وغم نہ کھائیے بیشک اللہ ان کے کردار بد سے آگاہ ہے۔ انھیں ضرور قیامت
میں ان کے اعمال بد کی سزا دیگا۔ چنانچہ قیامت کو ایک مثال سے ثابت فرماتا ہے

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ اور اللہ وہی ہے جس نے

الریح بالافراد مکی حمزہ کسائی

لہ قال السکاکی فی باب الایجاز تتمتہ کمن ھدی اللہ فحذف لدلالۃ فان اللہ یضل الخ (خفاجی) النشور۔ نشر المیت فھو ناشر عاش بعد الموت وبابہ دخل ومنہ یوم النشور وانشرہ اللہ تعالیٰ احیاہ (مختار) ۱۲۔

ہواؤں کو بھیجا پھر وہ ابر کو اٹھاتی ہیں پھر ہم نے ابر کو مردہ شہر کی طرف ہانکا پھر اس سے
زمین کو اسکے مرجانے کے بعد زندہ کیا۔ اسی طرح جی اٹھنا ہے۔ جو ایسا قادر ہے
اُسی سے کامل تعلق پیدا کرنے میں دین و دنیا کی عزت حاصل ہوتی ہے۔
چنانچہ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ
الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۞ جو شخص عزت چاہتا ہے تو
سب عزت اللہ ہی کے لئے ہے (اسی سے طلب کرے) پاکیزہ کلمے اُسی کی طرف
چڑھتے ہیں اور نیک کام کلموں کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں
ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اونکا مکر خود (ہی) نابود ہو جائیگا۔ پاکیزہ کلموں کو[1]

يصعد۔ الصعود الذهاب فی المكان العالی۔ واستعير الصعود لما يصل من العبد
الی الله كما استعير النزول لما يصل من الله الی العبد (مفردات) يمكرون۔ المكرات
السيات يعنی السيآت منصوب علی انه صفة المصدر۔ (خفاجی) يبور۔ بار عمله
بطل و بار فلان يبور بوارا بالفتح هلك و اباره الله اهلكه (مختار) [1] آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالے کا ذکر کرتے ہیں خواہ وہ جلال الٰہی کا ذکر ہو
یا تسبیح و تکبیر اور تحمید و تہلیل ہو تو وہ کلمات عرش کے گرد پہنچتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی آواز
کے مانند انکی آواز ہوتی ہے اور ذکر کرنے والے کے نام سے مذکور ہوتے ہیں۔ کیا تم میں کوئی
ایسا شخص بھی ہے جو اس بات کو نہیں چاہتا کہ اللہ تعالے کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے
باعث اسکا ذکر کیا جائے (ابن کثیر از امام احمد و ابن ماجہ) یہاں تین تفسیریں ہیں اول یہ کہ

مراد ذکر و تلاوت و دعا ہے۔ نیک کام سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے۔ جو شخص بغیر
ادائے فرائض ذکر و تلاوت میں مشغول ہو تو نا مقبول ہے۔ عمل صالح کے بعد کید
مکر کا بیان فرمایا کہ مکاری کسی طرح مفید نہیں بلکہ ہر طرح سے مضر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ
سے کسی کی مکاری چھپ سکتی ہے اور نہ کوئی مکار قبضہ قدرت خداوندی
سے نکل سکتا ہے چنانچہ اپنے علم و قدرت کا بیان اسطرح فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا
تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) یرفعہ کا فاعل عمل صالح ہے ضمیر منصوب کلم کی طرف ہے یعنے کلمات طیب کو
عمل صالح بلند کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کلم طیب ذکر الٰہی ہے اور عمل صالح
فرائض کا ادا کرنا ہے۔ جو شخص فرائض ادا کرکے ذکر الٰہی کریگا تو یہ عمل صالح اوسکو بارگاہ الٰہی تک
بلند کریگا اور جو شخص بغیر فرائض ادا کرنے کے ذکر کریگا تو اسکا ذکر اسکے اعمال پر رد کیا جائیگا اور وہ اسی کے
پاس پڑا رہیگا۔ دوم یہ کہ یرفعہ کا فاعل کلم طیب ہے اور ضمیر منصوب عمل صالح کی طرف راجع ہے
یعنے کلم طیب ہی عمل صالح کو بلند کرتے ہیں۔ یہاں کلم طیب سے مراد کلمہ توحید ہے کیونکہ اسکے بغیر
تمام اعمال صالحہ نامقبول ہیں سوم یہ کہ یرفعہ کا فاعل اللہ تعالےٰ ہے تو معنی یہ ہوے کہ عمل صالح
ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ بلند کرتا ہے یعنے قبول فرماتا ہے۔ عمرہٖ ۔ اس ضمیر کا مرجع
نظیر مذکور کی طرف ہے نہ عین اسکی طرف۔ جسطرح کہتے ہیں لہ علیّ درھمٌ ونصفہ یعنے دوسرے
درہم کا نصف۔ تو یہاں بھی اسی طرح دو شخصوں کی عمر مراد ہے۔ کہ ایک کی عمر بڑی ہوتی ہے دوسرے کی
چھوٹی۔ یہ صنعت استخدام یا شبیہ باستخدام ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ ایک ہی شخص ہے اور

ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۝ اور اللہ نے تمھیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تمھیں

جوڑے بنایا۔ اور نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اللہ کو معلوم

ہے اور نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ کسی کی کم مگر کتاب (لوح محفوظ) میں ہے

بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے تمھارے باپ آدم علیہ السلام

کو مٹی سے اور تمھیں نطفہ سے مرد عورت پیدا کیا تاکہ ایک دوسرے سے آرام و

سکون پائے۔ پھر اپنے کمالِ علم کو بیان فرماتا ہے کہ حاملہ کے حمل و وضع کی پوری

پوری کیفیت مجھے معلوم ہے۔ بعد ازاں اپنے ارادہ کا نافذ ہونا بیان فرماتا

ہے کہ جسکی جو عمر لکھدی گئی ہے اسمیں کمی بیشی ممکن نہیں اور یہ حفظ زیادت و

نقصان اللہ کے پاس سہل ہے۔ صوفیۂ کرام فرماتے ہیں کہ نقصانِ عمر تو یہی

ہے کہ جو دم غیر یادِ حق میں گذرے۔ حافظ ؒ

فدائے دوست نہ کردیم عمر و مال دریغ	کہ کارِ عشق زما ایں قدر نمی آید

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ضمیر کا مرجع بعینہٖ وہی اوّل ہے۔ مثلاً ایک شخص کی عمر سو سال کی لکھی جاتی

ہے۔ پھر اس کے نیچے لکھا جاتا ہے کہ ایک دن گذرا دو دن گذرے اسی طرح اب پہلی تحریر وہ

عمر کا زیادہ ہونا ہے۔ بعد کی جو تحریر ہے وہی کمیِ عمر ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ایک ہی شخص کی

عمر میں کمی و زیادتی اسباب مختلفہ کے اعتبار سے ہے جو لوح محفوظ میں مکتوب ہیں۔ مثلاً اگر یہ حج

کریگا تو اسکی عمر ساٹھ سال کی ہوگی۔ ورنہ چالیس کی (ملخص عن التفاسیر) ۱۲—

آپ خیال کیجے کہ ایک شخص ایک ساعت ہر روز خدا کی یاد میں گذارے۔ دوسرا دس ساعت اب پہلے شخص کے دس سال اور دوسرے کا ایک سال بلحاظ ذکر حق برابر ہے۔ **مولوی جامی ؒ**

ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بے بدل	میرود گنج چنیں ہر لحظہ برباد آہ آہ

پھر ایک اور دلیل اپنی قدرت عظیم کی بیان فرماتا ہے۔ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور دوسمند

عذب - ماء عذب طیب بارد - فرات - الفرات الماء العذب یقال الواحد والجمع (مفردات) والفرات الذی یکسر العطش (بیضاوی) سائغ - السائغ الذی یسھل انحدارہ (بیضاوی -) اجاج - شدید الملوحۃ ای المر - مواخر - یقال سفینۃ ماخرۃ - اذا جرت تشق الماء مع صوت - والجمع المواخر کما فی المفردات - پس معنے یہ ہوے کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی چلتی ہیں - اور ان کے چلنے کا باعث ہوا ہے - جو قبضہ حق میں ہے - بطور اشارات یہ مثال کافر و مومن کی ہے جیسے یہ دونوں دریا برابر نہیں - اسی طرح کافر و مومن کا حال ہے - ایک حلاوت ایمان سے چشمہ شیرین عرفاں ہے - دوسرا تلخی عصیاں سے چشمہ شور کفر و طغیاں ہے - وہ آب حیات یہ نقش سراب - یہ عین خطا وہ محض صواب ہے یا صاحب قبض و بسط کا حال ہے - پہلا تو ہموم و آلام میں ہے - دوسرا

برابر نہیں ہوتے یہ (ایک تو) شیریں پیاس بجھانے والا ہے جسکا پانی
خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) کھاری کڑوا ہے۔ اور ہر ایک سے تازہ گوشت
کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو۔ اور (اے مخاطب) تو کشتیوں کو
سمندر میں دیکھتا ہے کہ پھاڑتی (چلتی) ہیں تاکہ تم خدا کا فضل تلاش
کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی قدرت عظیم اور اسکے
احسان واکرام کا بیان ہے کہ دریا میں مچھلی وغیرہ تازہ گوشت۔ پہننے کیلئے
موتی مونگا پیدا کیا۔ تجارت وغیرہ کیلئے کشتیاں چلائیں۔ اب بھی جو اسکا
شکر کرے اور اس کے حکم پر نہ چلے تو پھر اسے کہاں ٹھکانا ملے جب اختلاف
ذوات کا جو اسکے بدیع صنعت پر دال ہے ذکر فرما چکا تو اسکے بعد اختلاف
اوقات کا جو اسکے بدیع قدرت پر دال ہے اس طرح ذکر فرماتا ہے۔ یُولِجُ
الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِي

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سر و آرام ہیں۔ وہ وصفِ عبودیت سے نالاں و گریاں ہے۔ یہ شہودِ
ربوبیت سے شاداں و خنداں۔ پھر وہی صاحبِ قبض کا جب درد و فراق حد سے زیادہ
ہو جاتا ہے۔ در بسط وانبساط کھل جاتا ہے۔ اسوقت ان الفاظ میں شکریہ ادا کرتا ہے۔
آہی درد دل درماں ہوا۔ زخمِ جگر مرہم بنا۔ ہجر کی ڈراؤنی رات وصال کی سہانی شب
ہو گئی۔ اللہم ادم بہا النعمہ واحفظھا عن الزوال ۔١٢۔

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۚ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ
سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ
مِثْلُ خَبِيْرٍ ۚ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا
ہے اور سورج اور چاند کو مطیع کیا ہے ہر ایک وقتِ معین تک چلتا ہے۔ یہی اللہ
تمہارا پروردگار ہے سلطنت اسی کی ہے اور تم اسکے سوا جنھیں پکارتے ہو وہ ذرہ
بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور اگر انھیں پکارو تو تمہارا پکارنا نہ سنیں گے اور
اگر سن لیں تو تمہاری بات نہ مانیں گے اور قیامت کے روز تمہارے شرک سے
انکار کرینگے اور (اے نبی) تمھیں خبردار (یعنی اللہ[1]) کے جیسا کوئی نہ بتائیگا۔ سمجھ ایۃ
ان لوگوں کا رد ہے جو ستاروں کی پرستش کرتے ہیں اور حوادثاتِ عالم کو مستقل طور پر

قطمیر۔ قال ابن عباس وغیرہ ھو اللفافۃ التی تکون علی نواۃ التمر (ابن کثیر) وھو مثل فی القلۃ
والحقارۃ کالنقیر الذی ھو النکتۃ فی ظھر النواۃ ومنہ ینبت النخل۔ والفتیل الذی فی شق النواۃ
علی ھیئۃ الخیط المفتول (روح) استجابوا۔ الاستجابۃ قیل ھی الاجابۃ وحقیقتھا
التحری للجواب والتھیؤ لہ لکن عبر بہ عن الاجابۃ لقلۃ انفکاکھا منہا (مفردات) ولا ینبئک
مثل خبیر۔ یہ عرب میں ایک ضرب المثل ہے۔ اسے ایسے مخبر کی خبر کیلئے استعمال کرتے ہیں جسکا
کلام معتمد اور موافق واقع ہوتا ہے۔ [1] قال قتادہ یعنی نفسہ تبارک وتعالیٰ (ابن کثیر) ۱۲۔

انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ کوئی کسی چیز کا مالک نہیں اور کسی میں کچھ قدرت نہیں۔ میرا یہ بیان سچا ہے کیونکہ مجھ سے بڑھکر کون علیم و خبیر ہو سکتا ہے۔ اب اس سے جو نتیجہ نکلا اُسے بیان فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ وہی بے نیاز سراہا ہوا ہے۔ انتم الفقراء کا خطاب صرف انسان ہی کو ہوا فرشتوں کو نہیں ہوا۔ یہ اسلئے کہ ساری مخلوق افعال الٰہی کی محتاج ہے لیکن انسان ذات و صفات الٰہی کا جسطرح بادشاہ کی تمام رعیت مال و ملک کی محتاج ہوتی ہے مگر عشاق ذات صفات سلطان کے محتاج ہوتے ہیں ؎

کامِ عاشق دولتِ دیدارِ یار	قصدِ زاہد جنت و نقش و نگار

وہ پروردگار غنی ہے اور غنی بھی ایسا کہ ہمارے وجود سے بھی مستغنی۔ اُس کے اثر قدرت کا ظہور ہمارا محتاج نہیں اسی لیے فرمایا۔ اِنْ يَّشَاْ[له] يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اگر وہ چاہے تو تمھیں لیجائے

له حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے فرمایا کہ دفع وسوسہ کے لئے اس طرح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ (بہجت الاسرار)۔

ذالک۔ یعنے تمھیں لیجانا اور دوسروں کو لانا۔ ۱۲

خطرات کی دعا

اور ایک نئی مخلوق لائے۔ اور یہ اللہ پر مشکل نہیں ہے۔ اس آیت میں لوگوں کیلئے وعظ و تنبیہ ہے کہ اگر تم برائی سے باز نہ آوگے تو اللہ تعالیٰ تمھیں فنا کرکے دوسری مخلوق پیدا کرسکتا ہے کیونکہ وہ قادرِ مطلق ہے کوئی چیز اسکے پاس مشکل نہیں ہے پھر روزِ قیامت زندہ کریگا جہاں تمھیں اپنے کیئے کی سزا آپ بھگتنی پڑیگی جسطرح فرمایا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۗ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور کوئی اٹھانے والا (قیامت میں) دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ اور اگر کوئی بوجھل (دوسرے کو) اپنے بوجھ کی طرف بلائے تو (بھی) اسمیں سے کچھ نہ اٹھایا جائیگا اگرچہ وہ قرابت دار ہو۔ (اے نبی) تم صرف اُن لوگوں کو ڈراتے ہو جو اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کوئی پاک ہوتا ہے اپنے ہی نفس کیلئے پاک ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ یعنی کوئی گنہگار دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائیگا اگرچہ اسے

وزر۔ الملجأ الذي يلتجأ اليه من الجبل قال تعالى كلا لا وزر۔ والوزر الثقل تشبيها بوزر الجبل ويعبر بذلك عن الاثم كما يعبر عنه بالثقل والوزير المتحمل ثقل اميره وشغله (مفردات)۱۲

بلائے اور وہ عزیز و قرابت دار ہی کیوں ہو۔ کیونکہ اُس روز ہر ایک کو اپنی اپنی
پڑیگی کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ ای نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمھاری نصیحت اُن ہی
کو نفع دیگی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اُسکے احکام نماز وغیرہ ادا کرتے ہیں۔
اور جو شخص اپنا تزکیہ و تصفیہ کریگا تو اُس سے اُسی کا فائدہ ہے۔ کیونکہ پھر اللہ کے
پاس ہی جانا ہے جو کہ ہر عامل کو اُسکے عمل کا بدلہ دیگا۔ بُرے کو بُرائی کا بھلے کو
بھلائی کا۔ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ نیک و بد برابر ہو جائیں جسطرح فرماتا ہے

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ
وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ
یَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝ اور نابینا اور بینا

برابر نہیں ہوتے۔ اور نہ تاریکی اور روشنی (برابر ہوتے ہیں) اور نہ سایہ اور دھوپ
اور نہ زندے اور مُردے برابر ہوتے ہیں۔ بیشک اللہ جسے چاہتا ہے سناتا ہے۔
اور (اے نبی) تم اُنکو جو قبروں میں ہیں نہیں سنا سکتے۔ تم صرف ڈرانے والے ہو۔
بیشک ہم نے تمھیں حق کیساتھ خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (بنا کر) بھیجا

الحرور۔ الریح الحارۃ (مفردات) ۔ فعول من الحر غلب علی السموم (بیضاوی)

اور کوئی امت نہیں ہوئی مگر (یہ کہ) انہیں ڈرانے والا گذرا۔ یعنے جس طرح اشیای متباینہ و مختلفہ برابر نہیں ہوتے بلکہ انہیں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسیطرح کافر و مومن و جاہل و عالم اور کفر و توحید بھی مساوی نہیں ہوتے۔ ہاں اللہ تعالےٰ میں قدرت ہے کہ وہ قلبِ ماہیت کرے اور جسے چاہے اپنی بات سننے اور اس پر عمل کرنیکی ہدایت دے۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم ان کافرونکو جو شقیِ ازلی مثل مردونکے ہیں نہیں سنا سکتے تمھارے ذمہ صرف تبلیغ ہے۔ ہدایت وضلالت ہمارے ہاتھ ہے مسلمانونکو خوشخبری دینا اور کافرونکو ڈرانا تمھارا کام ہے تیری ہی موقوف نہیں بلکہ ہر ایک امت میں ڈرانے والا گذرا ہے اور امتوں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے پھر تم ان کافروں کے ایمان نہ لانے اور تمھیں جھٹلانے سے کیوں رنجیدہ ہوتے ہو جسطرح فرماتا ہے۔ وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اور (اے نبی) اگر تمھیں جھٹلائیں تو رنجیدہ نہو انسے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا ہے۔ جنکے پاس ان کے رسول معجزے

۲۶ ع ، ۲۶ ع

بالزبر۔ ای بالکتب قال الراغب فی المفردات وزبر مصدر سمی به کالکتاب ثم جمع علی زبر کما جمع کتاب علی کتب۔ نکیر۔ ای انکاری وانکرت اذا فعلت به فعلا یردعه (مفردات) ۱۲

اور صحیفے اور روشن کتاب لیکر آئے۔ پھر میں نے کافروں کو گرفتار کیا پس میری

پھٹکار کیسی ہوئی۔ اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تسلی ہے کہ رسولوں کو

جھٹلانے والے ہمیشہ برباد ہوئے ہیں آپ تو سید رسل ہو۔ آپکے جھٹلانے والے تو

ضرور ہی برباد ہو جاینگے۔ اگر کسیکو شبہ ہو کہ کتب و دلائل جب باعث ہدایت

ہیں تو موجب ضلالت کسطرح ہوئے۔ فرماتا ہے کہ انکی مثال پانی کی سی ہے جو

مختلف مقامات میں مختلف طور پر ظہور دکھاتا ہے جسطرح فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ

بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ آیت ۲۷

جدد - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما الطرائق وکذا قال ابو مالک والحسن وقتادۃ والسدی (ابن کثیر) جمع جدۃ ای طریقۃ ظاہرۃ من قولہم طریق مجد ودای مسلوک مقطوع ومنہ جادۃ الطریق (مفردات) فعلۃ بمعنے المفعول من جدہ اذا قطعہ وقال ابو الفضل ہی من الطرائق ما یخالف لونہ لون ما یلیہ ومنہ جدۃ الحمار للخط الذی فی وسط ظہرہ یخالف لونہ (خفاجی) مختلف الوانہا۔ الوان فاعل مختلف ہے۔ نہ مبتدا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مختلفۃ کہا جاتا۔ اور مختلف بیض وحمر کی صفت ہے اور اختلاف سے مراد ان کے رنگ کا تفاوت ہے۔ یعنے بعض کی سفیدی بعض سے زیادہ ہے اسیطرح بعض تو نہایت سرخ ہیں اور بعض ہلکے رنگ کے۔ چونکہ بعض سفیدی اور بعض سرخی بھی مختلف ہے۔ اسلئے لفظ الوان جمع ہے جو مضاف ہے ایسی ضمیر کی طرف جسکا مرجع ہر ایک بیض وحمر میں سے ہے۔ تو ہر ایک انمیں سے انکی قسمیں کئی رنگ ہونگی (ملخص تفاسیر) غرابیب - عرب کہتے ہیں ھواسود غربیب

وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ کیا (اے مخاطب) تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان

سے پانی برسایا پھر ہمنے اُس سے میوے جنکے رنگ طرح طرح کے ہیں نکالے

اور پہاڑوں سے سرخ و سفید (ابر) (نکالے) جنکے رنگ مختلف ہیں اور

(بعض) نہایت سیاہ۔ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں

سے بھی کہ جن کے رنگ طرح طرح کے ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے عالم ہی

اُس سے ڈرتے ہیں۔ بیشک اللہ غالب بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

بندونکو اپنی کمالِ قدرت سے آگاہ فرماتا ہے کہ ایک ہی شے یعنے پانی سے مختلف

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جبکہ وہ سیاہی کو شدت سے موصوف کرنا چاہتے ہیں (ابن جریر) قیل جمع غربیب
وھو المشبہ للغراب فی السواد (مفردات) وغرابیب عطف علے بیض او علے جدد کانہ قیل ومن الجبال
ذو جدد مختلفۃ اللون۔ ومنھا غرابیب متحد اللون (بیضاوی) غرابیب تاکید سود ہے۔ اور موکد
تاکید سے مقدم چاہئے۔ یہاں سود اُس کے برعکس ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ موکد محذوف ہے۔
اور تقدیری طور پر سود غرابیب سود ہے۔ اُس مضمر کا یہ مفسر ہے۔ اور محذوف بدلیل مثل
مذکور ہے۔ اور اس اضمار و اظہار میں بسبب تکرار مزید تاکید ہے (ملخص) سلہ اے ذو جدد
بحذف المضاف ان لم یقصد المبالغۃ۔ لان الجبال لیست نفس الطرائق
وما لہ ان الجبال مختلفۃ الوانھا فیناسب قرینیہ لانہ المقصود (خفاجی) ۱۲

رنگ کے میوے لال پیلے سبز سفید وغیرہ پیدا فرمائے۔ پھر اونچی تو جدی فرجدا اسیطرح
پہاڑ ہیں والے بھی بعض مر کے سفید بعضے سرخ مختلف[1] رنگ کے پیدا کئے۔
اور بعض تو ایک رنگ کالے کٹ ہیں جسطرح پھل اور پہاڑ طرح طرح کے
ہیں یہی حال آدمیوں اور جانوروں کا ہے۔ لیکن ان دلائل و صنائع میں
غور کر کے اللہ تعالےٰ سے خوف کرنا علما کا ہی کام ہے کیونکہ جسکی معرفت کامل
ہوگی اُسے خوف بھی زیادہ ہوگا چنانچہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوات
والتحیات کا علم بھی سب سے زیادہ تھا اور خوف و خشیت بھی سب سے بڑھکر۔
فرماتے ہیں[2] اِنِّیْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔ یہ بھی[3] ارشاد ہے لَوْ تَعْلَمُوْنَ
مَآ اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔ یعنے جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے
تو بہت ہی کم ہنستے اور بہت روتے[4] سعید بن جبیر نے فرمایا کہ خشیت وہ ہے جو
تجھے معصیتِ الٰہی سے مانع ہووے۔ حضرت[5] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ کثرت حدیث کا نام علم نہیں ہے۔ بلکہ خشیت و خوف کا زیادہ ہونا علم ہے
حضرت مالک نے فرمایا کہ کثرت روایت سے علم نہیں ہے بلکہ علم ایک نور ہے کہ

[1] باعتبار معنی کے ماقبل پر معطوف ہے اسے وخلق الجبال۔ [2] بخاری ومسلم۔ [3] متفق علیہ (خازن)۔ [4] ابن کثیر۔ [5] ابن کثیر امام احمد زہد میں (در) ۱۲

جسے اللہ تعالےٰ بندہ کے قلب میں پیدا فرماتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ عالم تین
قسم کے ہوتے ہیں (۱) عالم باللہ و بامر اللہ (۲) عالم باللہ لیکن امر نہیں جانتا۔
(۳) امر اللہ جانتا ہے مگر عالم باللہ نہیں۔ پہلا اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور حدود
وفرائض جانتا ہے۔ دوسرا اللہ تعالےٰ سے تو ڈرتا ہے لیکن حدود وفرائض سے
آگاہ نہیں۔ تیسرا حدود وفرائض تو جانتا ہے مگر اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتا۔
بعد خوف وخشیت جو عمل قلبی ہے اور جسکا اظہار زبان و اعضا پر موقوف
29 ہے اس لئے تلاوت قرآن ونماز وصدقہ کا ذکر فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ
كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرۡجُوۡنَ
30 تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ ۙ لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ
31 شَكُوۡرٌ ۞ وَالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَـقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ
يَدَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ۞ بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے
ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا اسمیں سے پوشیدہ وظاہر خرچ
کرتے ہیں وہ ایسی سوداگری کی امید رکھتے ہیں جو کبھی تباہ نہ ہوگی۔ تاکہ
اللہ انھیں انکے اجر پورے دے اور اپنے فضل سے زیادہ دے بیشک وہ
بخشنے والا قدردان ہے۔ اور (اے نبی) جو کتاب ہم نے تمھاری طرف وحی

کی ہے وہی برحق ہے تصدیق کرنے والی ہے۔ اُن (کتابوں) کی جو اس سے
پہلے ہیں۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے خوب خبردار دیکھنے والا ہے۔ قرآن مجید
ہی سب کتابوں کے لئے معیار ہے۔ اگر کوئی بات کسی کتاب میں بھی اس کے خلاف
ہو تو وہ بے اصل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کا حافظ ہے۔ اور اس امت
مرحومہ کو اسکا وارث بنایا جس طرح فرمایا۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ
اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ
بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۭ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۔ پھر ہم نے
کتاب کا وارث بنایا انکو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا پس
انمیں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ اور کوئی انمیں میانہ رو ہے۔ اور کوئی
انمیں سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والا ہے اللہ کے حکم سے۔ یہی بڑا افضل ہے
ہمیشہ رہنے کے باغ جنمیں وہ داخل ہوں گے وہاں انھیں سونے کے کنگن اور موتی
پہنائے جائیں گے۔ اور وہاں انکا لباس ریشمی ہوگا یعنے پروردگار نے اس امت
مرحومہ کو تمام کتابوں کا اسطرح وارث بنایا کہ قرآن مجید کو جو سب کتب کا جامع ہے

لہ وراثت کتاب کے لئے اسپر پورا عمل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ مخلف

انھیں عطا فرمایا۔ پھر اس امت میں تین قسم کے لوگ ہوئے (۱) ظالم لنفسہ جو بعض فرائض چھوڑتا اور بعض محرمات کا مرتکب ہوتا ہے (۲) مقتصد۔ جو فرائض بجالاتا اور محرمات سے بھی باز رہتا ہے مگر کبھی بعض مستحبات ترک کرتا اور بعض مکروہات میں مبتلا ہوتا ہے (۳) سابق بالخیرات۔ جو فرائض و مستحبات ادا کرتا ہے اور محرمات و مکروہات بلکہ بعض مباحات کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر کتاب منزلہ کا وارث بنایا انہیں کا ظالم مغفور ہے۔ انکے مقتصد سے تھوڑا حساب ہوگا۔ انکا سابق بحساب

(بقیہ صفحہ گزشتہ) من بعدھم خلف ورثوا الکتٰب یاخذون عرض ھٰذا الادنٰی ویقولون سیغفر لنا۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے گنہگار کو کتاب کا وارث فرمایا۔ اور اصطفا کے لئے بھی ظلم کی صفت سے بچنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے آدم علیہ السلام کو ان اللہ اصطفٰی اٰدم فرماتا ہے اور وہ ربنا ظلمنا انفسنا عرض کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ظالم لنفسہ وراثت کتاب اور اصطفے میں داخل ہے لہ ابن کثیر۔ ۵ ابن کثیر۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ یہ سب جنت کے ایک مقام میں ہیں ترمذی نے اسکی تخریج کی اور کہا یہ حدیث حسن و غریب ہے اور حضرت عمر ابن خطاب نے اس آیت کو منبر پر پڑھکر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابقنا سابقٌ ومقتصدنا ناجٍ وظالمنا مغفور۔ بغوی نے اپنی سند سے اسکی تخریج کی (خازن) ابو الجارود کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی یعنی امام باقر سے پوچھا کہ ظالم لنفسہ سے کیا مراد ہے۔ فرمایا یہ وہی شخص ہے جسنے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل خلط کر دئے (ابن کثیر) ۵ حدیث شریف میں لفظ مغفور اور قرآن مجید میں ان تینوں فرقوں کے لئے دخول جنت کا جو

جنت میں جائیگا۔ شہاب الدین سہروردیؒ[1] نے فرمایا کہ۔ ظالم نفس۔ متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ ہے جو نفس کے مقابلے میں ہے۔ مقتصد متصوف صاحب مراقبہ ہے جسکا مقام قلب ہے۔ سابق بالخیرات۔ صوفی صاحبِ مشاہدہ ہے جسکا مستقر روح ہے۔ ابن عطا نے کہا کہ ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے واسطے دوست رکھے۔ مقتصد وہ ہے جو اللہ کو عقبےٰ کے لئے دوست رکھے۔ سابق وہ ہے جو اپنی مراد کو اللہ تعالےٰ کی مراد میں فنا کردے۔ یہی حال صوفی کا ہے۔ پھر ان کے عمدہ مکان اور زیور اور ریشمی لباس کا ذکر فرمایا۔ اب ان کے جنت میں داخل ہوکر اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے کا اسطرح ذکر فرماتا ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا قدردان ہے جس نے ہمیں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وعدہ ہے یہ ... خوشخبری ہے۔ ممکن ہے کہ ظالم لنفسہ بعد عقوبت آلہی آخر میں داخل جنت ہو۔ [1] عوارف المعارف۔ الحزن۔ خشونة فی الارض وخشونة فی النفس لما یحصل فیه من الغم ویضاده الفرح (مفردات) اللغوب۔ قال ابن عباس العناء (ابن جریر) النصب واللغوب کل منهما یستعمل فی التعب۔ وکان المراد بنفی هذا وهذا عنهم انهم لا تعب علی ابدانهم ولا ارواحهم (ابن کثیر) ۱۲۔

اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے لئے گھر میں آتارا یہاں ہمیں نہ کچھ رنج پہنچیگا اور
نہ یہاں ہمیں کچھ تکان پہنچیگی۔ ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا کہ غفور ایسا کہ بہت سے
گناہوں کو معاف کردیا۔ اور شکور ایسا کہ تھوڑی سی نیکیوں کی قدردانی کی۔ بعد
حال صلحا اشقیا کا ذکر فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ
فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ
یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ
مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ
اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ نہ ان پر (موت کا) حکم کیا جائیگا
کہ مر جائیں اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب کچھ کم کیا جائیگا۔ ہم ہر ناشکر کو اسی طرح
سزا دیتے ہیں۔ اور وہ دوزخ میں چلائیں گے کہ ہمارے پروردگار ہمیں نکال
ہم نیک عمل کریں گے اُس عمل کے خلاف جو کرتے تھے (ہم کہیں گے) کیا ہم نے
تمھیں اتنی عمر نہیں دی کہ جو نصیحت لینا چاہے تو اسمیں نصیحت لے۔ اور تمھارے
پاس ڈرانے والا (بھی) آیا۔ پس (عذاب کا مزا) چکھو اور ظالموں کا کوئی مددگار

له ابن کثیر۔ یصطرخون۔ یہ صرخ سے باب افتعال ہے۔ قاعدہ کے موافق اسکا تا طا سے
بدل گیا کیونکہ جب باب افتعال کے فا کلمہ میں صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا میں سے کوئی ایک حرف ہو تو
تا طا سے بدل جاتا ہے۔ له اے بالموت قالہ قتادہ (ابن جریر) ۱۲۔

نہیں ہے۔ نہ تو کافروں کو موت آئیگی جس کے سبب عذاب سے رہائی پائیں اور نہ عذاب میں کچھ کمی ہوگی۔ بلکہ وہ شدتِ عذاب سے چیخیں گے کہ اے ہمارے پروردگار اگر تو ہمیں دنیا میں بھیجدے تو ہم دوسرے عمل کریں گے۔ یعنے ایمان واطاعتِ رب۔ جواب ملیگا کیا بھلا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جسمیں تم نصیحت وعبرت لیتے۔ اگر خود ہشیار نہ ہوئے تو ڈرانیوالے کا خیال کرکے خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے۔ نذیر سے مراد رسول[1] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا بڑھاپا[2] یا عمر ساٹھ[3] سال کی ہے۔ رسولِ[4] خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کی عمر ساٹھ سال کی ہوی تو اب اللہ تعالےٰ نے اُسکے لئے موقع عذر کا باقی نہیں رکھا کیونکہ اتنی دراز مدت تک اُسے ڈھیل دی لیکن اُس نے توبہ نہیں کی۔ چونکہ اس عمر میں عذر کا موقع باقی نہیں رہتا اس لئے اکثر[5] امتِ مرحومہ کی

[1] چنانچہ سورۂ ملک میں فرمایا اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ۔ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَ نَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا الخ ابن کثیر نے کہا یہی اظہر ہے [2] روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وعکرمہ وابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ وقتادۃ وسفیان بن عیینہ انہم قالوا یعنے الشیب (ابن کثیر) [3] بعض روایتوں میں ستر اور بیس اور چالیس سال کی عمر بھی ہے۔ تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو۔ [4] امام احمد وبخاری ونسائی (ابن کثیر) [5] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان میں ہیں۔ اور بہت ہی کم انمیں سے اس سے زیادہ عمر والا ہوگا ترمذی اور ابن ماجہ کتاب زہد میں۔ (ابن کثیر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وحضرت ابوبکرو

یہی عمر ہوگی۔ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝ بیشک

اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔ بیشک وہ دلوں کی باتیں جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں جانشین بنایا۔ پس جو کوئی کفر کریگا تو اسکا وبال کفر اسی پر ہے۔ اور کافروں کے لئے انکا کفر ان کے رب کے پاس غصہ ہی زیادہ کریگا۔ اور کافروں کو ان کا کفر نقصان ہی زیادہ کریگا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) عمر و علی رضی اللہ عنہم کی عمر ترسٹھ سال کی ہوی۔ بہجۃ الاسرار و تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے پاس جب جوان آدمی توبہ کرنے آتا تو فرماتے کہ اے شخص تو نہ آیا یہاں تک کہ ہمنے تجھے بلوایا۔ اور تو جور و جفانہ چھوڑا یہاں تک کہ تجھے حاضر کیا۔ اے شخص جبکہ تونے ہمیں چھوڑ دیا ہمنے تجھے نہیں چھوڑا۔ اور تو ہمیں جسوقت بھولا ہم تجھے نہیں بھولے۔ تو اپنی روگردانی میں تھا اور ہم تیری حفاظت کرتے تھے۔ پھر ہم نے اپنے قرب کے لئے تجھے حرکت دی۔ اور اپنی الست کے لئے تجھے سامنے بلوایا۔ اور جب آپ کے پاس کوئی بوڑھا توبہ کے لیے حاضر ہوتا۔ فرماتے اے شخص تو نے خطا کی اور بہت تاخیر کی۔ تیری عمر بڑھ گئی۔ تیرا شیطان سرکش ہو گیا۔ تونے لڑکپن میں ہمیں ترک کیا تو ہم نے تجھے معذور رکھا۔ جوانی میں ہماری مخالفت کی تو ہم نے مہلت دی۔ جب تو بوڑھا ہوگے بھی ہم سے جدا ہونے لگا تو ہم بھی تیرے دشمن بن گئے۔ پھر اگر اب بھی تو ہماری طرف پلٹ آتا ہے تو ہم قبول کر لیتے ہیں۔ ؎ جب کافروں کے دائمی عذاب کا ذکر فرمایا تو شبہ ہوتا ہے

کہ تھوڑے دن کے کفر پر دائمی عذاب کیوں۔ اس شبہ کو اسطرح دفع فرماتا ہے کہ ہم عالم غیب ہیں۔ یعنی اگر کافر دنیا میں

نصیحت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

اللہ تعالےٰ سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس نے تمھیں ہلاک شدہ لوگوں کے قائم مقام
بنایا۔ پھر بھی تم نے عبرت نہ لی اور اپنے ہی کفر پر خوش ہو۔ یاد رکھو کہ یہ عمر اصل مال ہے جو اس سے
رضاء الٰہی کا خریدار ہوا نفع اٹھایا۔ اور جو اس سے اس کے غضب کا مشتری ہوا نقصان
پایا۔ پھر مشرکوں کو متنبہ فرماتا ہے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى
بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (اے نبی) کہدو کیا تم نے
اپنے ان شریکوں کو دیکھا ہے جنھیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ مجھے دکھلاؤ کہ انھوں نے زمین
میں سے کیا پیدا کیا ہے یا آسمانوں میں انکی شرکت ہے۔ یا ہم نے انھیں کوئی کتاب دی ہے
کہ جس پر وہ سند پر ہیں۔ بلکہ ظالم ایک دوسرے سے دہوکے کا ہی وعدہ کرتے ہیں۔ نہ بتوں
نے کوئی شے زمین کی پیدا کی۔ نہ آسمان میں انکا کچھ ساجھا۔ نہ کافروں کے پاس کوئی
کتاب ہے جس سے انھیں قطعی یقین حاصل ہو۔ بلکہ یہ ان کے صرف جھوٹے خیالات
اور نفسانی خواہشات ہیں جس سے صرف ایک دوسرے کو دہوکا دے رہے ہیں۔ ہاں
یہ ساری قدرت خدا میں ہے جسطرح فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۝ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا
غَفُوْرًا ۝ بیشک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو (اپنی جگہوں سے) ہٹ جانے سے

بَيِّنَت: واضح دلائل، شعبہ دکھائی، ساداتِ جمع کے

تھامتا ہے اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انھیں بعد زوال کوئی نہیں تھام سکتا۔ بیشک وہ

بُردبار بخشنے والا ہے۔ قدرت خداوندی سے آسمان و زمین کی روک تھام ہے۔ ورنہ

سب درہم برہم ہو جائیں۔ بیشک وہ بُردبار ہے۔ جو اب تک انھیں تھامے ہوئے ہے۔ ورنہ

کافروں کا شرک مقتضی تخریب عالم و تعجیل عقوبت ہے[1]۔ اور اب بھی جو شرک سے توبہ کرے تو

قبل اسلام جو کچھ ہوا سب بخشدیتا ہے۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ

لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا

نُفُوْرَا ۨ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ

[1] خفاجی نے فرمایا۔ تکاد السموٰت یتفطرن منه وتنشق الارض الایه۔ جهد ایمانهم۔ مصدر فی موقع الحال ای جاهدین فی ایمانهم والجهد الطاقة والمشقة قال الراغب ای حلفوا واجتهدوا فی الحلف ان یأتوا به علی ابلغ ما فی وسعهم من احدی الامم۔ ای من جمیع الامم الذین ارسل الیهم الرسل قاله الضحاك وغیره (ابن کثیر) والظاهر ان احدی عام وان کان فی الاثبات۔ لان المعنی انهم احدی من کل واحدة لا من واحدة ما (خفاجی) استکبارا۔ بدل من نفورا او مفعول له ومکر السیئ۔ اصله مکروا مکر السیئ ای الفعل السیئ۔ علی اقامة المصدر مقام فعله (خفاجی) المکر صرف الغیر عما یقصده بحیلة۔ وذلك ضربان مکر محمود وذلك ان یتحری بذلك فعل جمیل وعلی ذلك قال والله خیر الماکرین ومذموم وهو ان یتحری به فعل قبیح ومنه الایة (مفردات) ولذا وصف بالسیئ۔ [2] لیکن انکی سمجھ پر پتھر پڑ گئے۔ رسول کے طالب تھے اور جب آگئے تو ان سے منہ پھیر لیا جسطرح قرآن نے

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اور انھوں نے اپنی قسموں میں بڑی تاکید سے اللہ کی قسم
کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئیگا تو ضرور ہر امت سے زیادہ ہدایت
پانے والے ہوں گے۔ پھر جب اُن کے پاس ڈرانے والا آیا تو انکی نفرت ہی زیادہ
ہوئی بسبب ملک میں سرکشی اور بری تدبیر کرنے کے۔ اور بری تدبیر (کی برائی) اُسکے
کرنے والے ہی کو گھیر لیتی ہے۔ پس یہ لوگ اگلوں کے طریقہ کا ہی انتظار کرتے ہیں۔
پس (اے نبی) تم اللہ کے طریقہ میں ہرگز تبدیل نہ پاؤ گے۔ اور تم خدا کے طریقہ میں
ہرگز تغیر نہ پاؤ گے۔ اللہ تعالے کفار قریش و عرب کا حال بیان فرماتا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے پہلے یہ لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے تھے لیکن جب
آپ رسالت سے ممتاز ہوئے تو وہ مکر کا جال پھیلا کر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے
لگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طرح طرح کے برے ارادوں سے
پیش آنے لگے۔ لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش کی مثال اُن پر صادق آئی۔ اور انھیں
انتظار بھی اسی کا تھا کہ جسطرح پہلے مکذبین ہلاک کئے گئے اسی طرح یہ بھی ہلاک کئے جائیں
اور اللہ کے طریقہ میں تبدیل نہیں ہے یعنی مقام تعذیب پر رحمت نہیں فرماتا اور نہ اُس کے
طریقے میں تحویل ہے اسطرح کہ جھٹلانے والوں سے دوسروں کی طرف عذاب منتقل
فرمائے اسکی تصدیق کے لئے ہلاک شدہ لوگوں کے آثار دیکھو۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیۡمًا

قَدِیۡرًا ۔ کیا یہ لوگ زمین میں سیر نہیں کرتے تاکہ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا

کیسا انجام ہوا حالانکہ وہ ان سے زیادہ زور آور تھے۔ اور اللہ ایسا نہیں کہ

اُسے آسمانوں میں اور زمین میں کی کوئی چیز عاجز کر سکے۔ اس لئے کہ جاننے والا

قدرت والا ہے اُس کے عذاب کو کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی لیکن وہ فوراً

عذاب نہیں فرماتا۔ وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہۡرِہَا

مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ لٰکِنۡ یُّؤَخِّرُہُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ فَاِنَّ اللّٰہَ

کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیۡرًا ۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب گرفتار

کرے گا تو زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑے گا ولیکن انھیں ایک وقت مقرر

تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب ان کا وقت آئے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ

رہا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ شرک و معصیت مخلوق کے سبب مواخذہ کرنا چاہے

تو روئے زمین پر آدمی کیا جانور تک بھی باقی نہ رکھے گا۔ شومیِ انسان سے

بیچارے جانور[1] بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہلاک ہونے کا بھی ایک وقت

[1] یا یہ کہ جانور بھی انسان کے لئے ہیں۔ جب انسان ہی نہیں تو جانور کس کے لئے ۱۲

مقرر ہے۔ اور جب وہ وقت آجائے گا تو اللہ تعالےٰ دانا بینا ہے۔ یعنے
بعضوں کو تو مواخذۂ کفر و معصیت کے لئے ہلاک فرمائے گا۔ او بعضوں کو
ایصالِ ثواب کے لئے۔ کیونکہ جب وہ بصیر ہے تو پھر ہر ایک کو اُس کے حال
کے موافق جزا دیگا ۵

آں را بلوامعِ رضا بنوازد ویں را بنوایرِ غضب بگدازد

حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم پر اللہ تعالےٰ
عذاب بھیجتا ہے تو عذاب (اچھے بُرے) سب کو شامل ہوجاتا ہے۔ پھر سب اپنے
اپنے اعمال پر اٹھتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے اس ملک حیدر آباد دکن میں غرۂ رمضان
سنہ ۲۶ آبروز دوشنبہ رودِ موسے کو عجیب و غریب طغیانی ہوی کہ سیکڑوں مکان

لہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب البکاء والخوف۔) ۲ہ جس روز رودِ موسے کو طغیانی ہوی یہہ
گنہگار روسیاہ اُس پانی میں جاکر کھڑے ہوکر کہتا تھا کہ اے میرے مالک اگر اس عاصی کے لئے
یہ پانی چڑھ رہا ہے تو یہ عاصی حاضر ہے۔ اسکو اپنے بندوں پر سے صدقہ کرڈال۔ اور اُنھیں بچالے
میرے رونے پر غیر بھی میرے ساتھ چلا چلا کر روتے تھے۔ آنسوؤں سے منہ دہوتے تھے۔ لیکن جو
حکمِ خدا تھا وہ پورا ہوکر رہا۔ اب دوسرے دن انکی لاشیں دیکھنے کا موقع ہاتھ آیا۔ نہ مکان
ہے نہ مکین یعنے میاں بی بی اور اُن کے ننھے ننھے بچے بسترِ خاک پر پڑے ہیں۔ خوابِ عدم میں
سو رہے ہیں۔ کہیں صرف مالکِ مکان زندہ ہے نہ گھر ہے نہ گھر والوں کا پتہ۔ نہ لڑکے ہیں۔ نہ
لڑکیاں سبکو پانی نے جوارِ رحمتِ الٰہی میں بہا لے گیا۔ اب وہ بیکس بےبس گویا یہ شعر پڑھ رہا ہے ۵

برباد ہزاروں جانیں ہلاک۔ لاکھوں روپیوں کا مال تلف ہوا جو مسلمان
کہ ہم سے جدا ہو کر چل بسے وہ تو بفرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید
ہوے۔ اور بطالب ثواب دربارِ آلٰہی میں پہنچے۔ اور جو بددین تھے اُن کے
لیے یہ قہرِ آلٰہی تھا جو انھیں واصلِ جہنم کیا۔ نبیِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو عذاب (اچھے بُرے)
سب کو شامل ہو جاتا ہے۔ پھر سب اپنے اپنے اعمال پر اُٹھیں گے۔ اور یہ بھی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) گھر بھی چھوٹا و یار بھی چھوٹا | کیا غضب ہے کہ یار بھی چھوٹا ؎

اب مردوں کی فکر کیجیے یا زندوں کی۔ مردے گور و کفن کے محتاج ہیں۔ زندوں کو مکان و لباس و قوت
کی احتیاج ہے۔ آخر گاڑیوں پر انکی لاشیں بھری گئیں۔ قبر کی جاے گڑھے نصیب ہوے یعنے ایک
ایک گڑھے میں سیکڑوں لاشیں دفن ہویں۔ غسل کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پانی نے خود ہی انھیں
نہلا دُھلا دیا تھا۔ باقی رہی نماز اور قرآن خوانی اس گنہ گار نے ہزاروں آدمیوں کے ہمراہ مکہ مسجد
میں نمازِ غائب پڑہی۔ اور وہیں قرآن کے ختم بھی کثرت سے ہوے۔ اب زندوں کا حالِ پُر
ملال کیا بیان کیجے۔ ایسی ایسی شریف عورتیں جنکی چادر پر بھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی ہوگی آج اپنے
بالوں سے منہ کو چھپاے ہوے اللہ کے مکانوں یعنے مسجدوں میں جا چھپیں۔ وہ ذی عزت مرد کہ جن کے
در سے لوگ پرورش پاتے تھے آج وہ خود دوسروں کے دستِ نگر ہیں۔ نہ رہنے کو مکان ہے نہ پہننے کو
کپڑا۔ نہ کھانے کو کھانا۔ مصیبت زدہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری ہی شامتِ اعمال ہے۔ ہم لوگ انھیں
تسلی دیتے ہیں کہ آپکے بڑے مراتب ہیں۔ آپ کو قرآن شریف خوشخبری دے رہا ہے کہ صابروں کو بشارت
دو کہ اُن کے لئے رحمتِ آلٰہی ہے۔ انھیں بے حساب ثواب دیا جائیگا۔ اور خود اللہ تعالےٰ ان کے ہمراہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہر بندہ روز قیامت اسی حالت پر اٹھایا جائیگا جسپر وہ مرا ہے۔

وجہِ طغیانی رود موسے

نتیجہ بداعمال

یہ تو قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمادیا کہ جو آفت و مصیبت تمھیں پہنچتی ہے وہ تمھاری ہی کرنی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تو بہت سی چیزوں سے درگذر کرتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اسی قسم کا مضمون آیا ہے کہ" اگر تم سب متقی ہو جاؤ تو تمھیں دن میں بارش کی تکلیف بھی نہ ہوگی بلکہ رات کو پانی پڑیگا دن کو کھل جائیگا۔ بجلی کی یہ کڑک اور چمک بھی نہ ہوگی" پھر جو تکلیف ہوتی ہے اور عذاب آتا ہے تو اسکا باعث وہی اعمال بد ہیں کہ جنسے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول نے منع فرمایا ہے چنانچہ اگلی امتوں کا حال قرآن مجید میں مذکور ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم نافرمانی ہی سے غرق ہوی۔ اغلام ولواطت کی وجہ سے لوط علیہ السلام کی امت کا طبق کا طبقہ الٹ دیا گیا۔ ہود علیہ السلام کی امت قوم عاد پر اسی نافرمانی کی بدولت ہوا کا ایسا عذاب آیا کہ پتھروں پہاڑوں اور درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر اسنے لا ڈالا۔ ایسے ملیامیٹ ہوگئے کہ گویا اس سطح زمین

(بقیہ صفحہ گذشتہ) آپکی دعا مقبول ہے آپ دل شکستہ لوگ ہم عاصیوں کے لئے دعا کیجیے کیونکہ ہمارے اعمال کی شامت ہے جو اسطرح تباہی ہوی۔ ... سلم (مشکوٰۃ)

کبھی آبادہی نہ ہوے تھے۔ صالح علیہ السلام کی امت قوم ثمود نے باوجود کفر
اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ ان پر بھی عذاب آیا ایک سخت چیخ ہوی
جس سے اُن کے جگر پھٹ گئے اور چھوٹے بڑے سب ہلاک ہو گئے شعیب
علیہ السلام کی امت اہلِ مدین نے کفر کیا ناپ اور تول میں بھی دغابازی کرتے تھے
اور لوگوں کو کم دیتے تھے۔ اُن پر لو کا عذاب آیا جس نے اون کے
جسم جھلس دئے۔ فرعون جو بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا موسے
علیہ السلام کی نافرمانی کے باعث اپنی قوم کے ساتھ قلزم میں غرق ہوا۔ داؤد
علیہ السلام کی امت اہل ایلہ باوجود ممانعت ہفتہ کے روز مچھلیاں شکار
کرتے تھے۔ ساری قوم مسخ کر کے ہلاک کر دی گئی۔ اس بارے میں حدیثیں
بھی بہت سی ہیں ازانجملہ یہ حدیث بھی ہے جسے ابن عباسؓ نے روایت[۱]
کی ہے کہ "کسی قوم میں خیانت ظاہر نہیں ہوتی مگر یہ کہ اللہ تعالے اُس کے
دل میں (دشمن کا) خوف ڈالتا ہے۔ کسی قوم میں زناکاری نہیں پھیلتی مگر
یہ کہ اُسمیں موت زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی قوم ناپ اور تول میں کمی نہیں کرتی
مگر یہ کہ اُس سے رزق روک لیا جاتا ہے۔ کوئی قوم ظلم نہیں کرتی مگر یہ کہ

[۱] مسلم (مشکوٰۃ) - ۱۲

اسمیں خونریزی عام ہوتی ہے۔ کوئی قوم عہد شکنی نہیں کرتی مگر یہ کہ اسپر دشمن مسلط ہوتا ہے"۔ جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تکلیف اور عذاب ہمارے ہی اعمال کی شامت ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے اعمال کو دیکھیں۔ کیا زنا کاری عام نہیں ہوگئی۔ یا نشہ بازی سر بازار نہیں ہوئی۔ ایا اغلام ولواطت میں ایک خاص فرقہ مرتکب نہیں ہے دین کے بڑے ارکان نماز وروزہ وزکوٰۃ وحج کا کیا حال ہے۔ مے خانے آباد ہیں مسجدیں ویران۔ یہ طغیانی ہمارے ہی اعمال کی شامت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ طغیانی عذاب سابق کا نمونہ نہ تھی۔ پانی سے زمین کا اُبلنا آسمان سے بارش کا لگاتار برسنا عبرت کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہی طغیانی اور تھوڑی دیر رہتی تو سارے شہر کی خبر لیتی۔ ہمیں چاہیئے کہ سب سے پہلے گناہوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ امیر غریب سب ملکر درگاہ باری میں تضرع وزاری سے توبہ کریں تاکہ پھر کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا نہ کیے جائیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَبَلَاءِ الْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؁

(الحمدللہ کہ سورہ فاطر تمام ہوا)۔

34
-35
36